Halal o Haram k masail

Mohsin Jummani <mmhmrj_2008@hotmail.com>
To: Darul-uloom Karachi Fatwa <daruliftadaruluIoom@gmail.com>

5 November 2012 14:40

السلام علیکم مفتی صاحب

دریافت طلب امر یہ ہے کہ میں ایک طالب علم ہوں اور میرے والد صاحب ایک ایسے ادارے میں ملازم ہیں جس کی کمائی بالاتفاق حرام ہے۔ اب دریافت یہ کرنا ہے کہ

الف۔۔ کیا ان کی طرف سے دی گئی خرچی میرے لئے حرام ہوگی؟

ب۔۔ جو کھانا میرے گھر میں پکتا اور کھایا جاتا ہے وہ میرے سب گھر والوں کے لئے حرام ہوگا؟ خصوصا میرے لئے کہ میں طالب علم ہوں اور ابھی اس قدر نہیں کماسکتا کہ خود اپنا کھانا خرید کر یا پکا کر کھا سکوں۔ نیز میری والدہ اور گھر کی دیگر خواتین کے لئے کیا حکم ہوگا جو کہ گھریلو زندگی بسر کررہی ہیں اور ان کے پاس کوئی ہنر بھی نہیں کہ وہ اپنا کماسکے۔

ج۔۔ میں اپنا جیب خرچ ٹیوشن وغیرہ سے اکثر پورا کرتا ہوں لیکن کبھی بعض ضروریات مثلا کپڑے خریدنا، کالج کی کتب کی خریداری یا اسلامی کتب اور دیگر اشیاء جو کھانے پینے کی اجناس میں نہیں ہے وہ میری ٹیوشن کی کمائی سے مشکل ہوجاتی ہے ایسے میں کیا کرنا چاہیئے؟

د۔۔ میں چونکہ ایک عرصے سے ٹیوشن سے کما کر اپنا جیب خرچ کرتا ہوں لہذا والد صاحب کی طرف سے ماہانہ خرچی یونہی جمع ہوتی رہتی ہے۔ اس کے علاوہ کچھ ٹیوشن کی کمائی والے پیسے بھی پہلے کے پڑے ہوئے ہیں۔ انکی مالیت کو جب دونوں جمع کردئے جائیں تو میرے پاس صاحب نصاب جتنی رقم بن جاتی ہے۔ تو کیا ان حرام و حلال کی آمیزش کے بعد بھی میں صاحب نصاب ہوگیا؟ اور کیا زکوۃ اور قربانی مجھ پر فرض و واجب ہے؟ اگرچہ اس میں والد صاحب کی طرف سے دئے ہوئے پیسے زیادہ ہیں۔

دار الافتاء

فقط

ایک مسلمان بندہ

(جواب مسلک ہے)

Scanned by CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا ومصلیا

۱۔۔۔۔اگر آپ مستحق زکوۃ ہیں (یعنی آپ کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے بقدر سونا، چاندی، نقدی اور ضرورت سے زائد سامان نہیں ہے) تو مستحق زکوۃ ہونے کی وجہ سے آپ کے لئے والد صاحب کی دی ہوئی حرام رقم کا استعمال جائز ہے، کیونکہ مالک نہ ملنے کی صورت میں کسی مستحق زکوۃ کو صدقہ کرنے سے بھی انسان بری ہو جاتا ہے۔

لیکن اگر آپ مستحق زکوۃ نہیں ہیں تو پھر دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

الف... یہ کہ آپ کے والد صاحب کی مکمل آمدنی حرام ہو، اور ان کی ملکیت میں حلال ذرائع سے حاصل شدہ رقم بالکل نہ ہو اور وہ بعینہ حرام رقم سے آپ کو خرچی دیں تو ایسی صورت میں آپ کے لئے اس کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

ب.... یہ کہ آپ کے والد صاحب کے پاس حلال ذرائع سے حاصل شدہ رقم بھی ہو (مثلاً آپ کے والد صاحب نے کسی سے قرض لیا ہو یا ان کو میراث یا بطورِ ہدیہ کوئی رقم ملی ہو) اور وہ حلال وحرام سے مخلوط رقم سے آپ کو کچھ دیں تو اگر آپ کا غالب گمان یہ ہو کہ آپ کے والد صاحب نے ابھی تک وہ حلال رقم صرف نہیں کی ہے، تو اس حلال رقم کی حد تک وہ آپ کو جتنی رقم دے آپ کے لئے اس کا استعمال جائز ہے، اس سے زائد کا نہیں (مثلاً آپ کے والد صاحب کے پاس حلال ذرائع سے مبلغ دس ہزار روپے ہے، اور آپ کا غالب گمان یہ ہے کہ جب سے یہ رقم ان کے پاس آئی ہے اس وقت سے انہوں نے دس ہزار روپے خرچ نہیں کئے ہیں، تو اگر وہ آپ کو دس ہزار یا اس سے کم دیدے تو آپ کے لئے اس کا استعمال جائز ہے، اگر اس سے زیادہ دیدے تو اس زیادہ کا استعمال جائز نہیں ہوگا)

الفتاوى الهندية (٥ / ٣٤٢):

فقيل: له لو أن فقيرا يأخذ جائزة السلطان مع علمه أن السلطان يأخذها غصبا أيحل له؟ قال إن خلط ذلك بدراهم أخرى، فإنه لا بأس به، وإن دفع عين المغصوب من غير خلط لم يجز قال الفقيه - رحمه الله تعالى - هذا الجواب خرج على قياس قول أبي حنيفة - رحمه الله تعالى

وفي التاتارخانية: (١٦\٤٧٥)

غصب كرا، فخلط بكره، ثم باع نصفه مشاعا، جاز

Scanned by CamScanner

وفيها: الفتاوى التاتارخانية، كتاب الغصب، الفصل التاسع ١٦:٥٠٩

: "غصب عشرةَ دنانير، فألقى فيها ديناراً، ثمّ أعطى منه رجلاً ديناراً، جاز، ثمّ ديناراً آخر، لا."

في الفتاوى الخانيّة أوائل كتاب الحظر والإباحة، بهامش الهنديّة ٣:٤٠١ :

عن الفقيه أبي الليث رحمه الله تعالى، قال: "إن كان مختلطاً بماله...على قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى يملكُ المالَ بالخلط، ويكون للآخذ أن يأخذ إذا كان في بقيّة مال الميّت وفاءٌ بمقدار ما يؤدّى به حقّ الخصماء

۲۔۔۔ آپ کی والدہ اور دیگر خواتین (جن کا نفقہ آپ کے والد کے ذمہ ہو) کو چاہئے کہ وہ شوہر کو حرام آمدنی کے بجائے حلال آمدنی کمانے پر آمادہ کریں، اور پردہ سمیت دیگر شرعی حدود میں رہتے ہوئے کوشش کریں کہ کسی حلال ذریعہ سے آمدنی حاصل ہو جائے۔ لیکن اگر وہ پردہ اور دیگر شرعی حدود میں رہتے ہوئے اپنے لئے حلال ذریعہ معاش کا انتظام نہیں کر سکتیں نیز شوہر بھی حرام آمدنی نہیں چھوڑتا تو ایسی صورت میں ان کے لئے آپ کے والد کی حرام آمدنی بقدر ضرورت استعمال کرنے کی گنجائش ہے، کیونکہ ان کے نان نفقہ کی ذمہ داری شرعاً آپ کے والد پر ہی ہے۔

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٥ / ٩٩):

وفي الخانية: امرأة زوجها في أرض الجور، وإن أكلت من طعامه ولم يكن عين ذلك الطعام غصبا فهي في سعة من أكله وكذا لو اشترى طعاما أو كسوة من مال أصله ليس بطيب فهي في سعة من تناوله والإثم على الزوج. اهـ

فتاوى قاضيخان – (٣ / ٢٤٥):

* امرأة زوجها في أرض الجور أو له مال يأخذه من قبل السلطان و هي تقول لا أقعد معك في أرض الجور قال الفقيه أبو بكر البلخي رحمه الله تعالى إن أكلت من طعامه و لم يكن عين ذلك الطعام غصبا فهي في سعة من أكله * و كذا لو اشترى لها طعاما أو كسوة من مال ليس أصله بطيب فهي في سعة من تناول ذلك الطعام و الثياب و يكون الإثم على الزوج * و أرض الجور أرض لا يقدر صاحبها على زراعتها و أداء خراجها فيدفعها إلى الإمام لتكون منفعتها للمسلمين مقام الخراج و تكون الأرض ملكا لصاحبها

۳۔۔۔ اگر آپ کے والد صاحب کی آمدنی خالص حرام ہے اور آپ مستحق زکوۃ بھی نہیں ہیں، تو آپ کے لئے اس کا استعمال جائز نہیں، لیکن اگر آپ کے والد صاحب کے پاس کچھ حلال رقم بھی ہے تو اس صورت میں آپ سوال

Scanned by CamScanner

نمبر ایک کے جواب میں ذکر کردہ تفصیلات کے مطابق عمل کر کے مذکورہ ضروریات پوری کر سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر آپ کے والد صاحب گھر کے کسی مستحق زکوۃ کو مالکانہ طور پر وہ رقم دیں، اور وہ شخص اپنی خوشی سے اس میں سے آپ کو کچھ دیں تو آپ کے لئے اس کا استعمال جائز ہوگا۔

۴۔۔۔ سوال نمبر ایک کے جواب میں ذکر کردہ تفصیلات کے مطابق جن صورتوں میں والد کی دی ہوئی خرچی آپ کے لئے حلال اور جائز ہے ان صورتوں میں آپ اس حلال رقم کو اپنی جمع کردہ رقم کے ساتھ ملا کر حساب لگائیں گے، اگر ان کا مجموعہ ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کے برابر ہو اور آپ کے اوپر اتنا قرضہ بھی نہ ہو کہ جس کے منہا کرنے کے بعد یہ رقم ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت سے کم رہ جائے تو آپ صاحب نصاب ہوں گے۔

اور جن صورتوں میں والد کی دی ہوئی رقم آپ کے لئے حلال نہیں ان صورتوں میں حکم یہ ہے کہ اگر والد کی دی ہوئی رقم آپ نے اپنی جمع کردہ رقوم کے ساتھ نہیں ملائی ہو بلکہ وہ الگ اور ممتاز رکھی ہو تو ایسی صورت میں اس رقم میں زکوۃ واجب نہیں ہے بلکہ وہ ساری رقم صدقہ کرنا ضروری ہے جبکہ اس حرام رقم کا اصل مالک معلوم نہ ہو سکے۔ اور اگر آپ نے والد کی دی ہوئی رقم اپنی جمع کردہ رقم کے ساتھ ملادی ہو تو اس صورت میں اگرچہ آپ اس کے مالک بن گئے ہیں اس لئے زکوۃ کے نصاب کے سلسلے میں تو اس حرام رقم کو کل رقم کے ساتھ ملا کر حساب لگائیں گے، لیکن چونکہ آپ اس کے بقدر رقم کے مقروض بھی ہیں اس لئے آپ حرام رقم کے بقدر اسے نصاب سے منہا کریں گے۔ حرام رقم ساری کسی مستحق زکوۃ کو دینی ہوگی جبکہ مالک نامعلوم ہو اور باقی رقم پر ڈھائی فیصد زکوۃ فرض ہوگی۔

خلاصہ یہ کہ اگر آپ کے پاس حرام رقم کے علاوہ اتنی رقم ہو جو نصاب کو پہنچتی ہو تو آپ صاحب نصاب شمار ہوں گے، ورنہ نہیں۔

حاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٢ / ٢٩١):

(قوله: كما لو كان الكل خبيثا) في القنية لو كان الخبيث نصابا لا يل[illegible] الزكاة؛ لأن الكل واجب التصدق عليه فلا يفيد إيجاب التصدق ببعضه. اهـ. ومثله في البزازية (قوله: كما في النهر) أي أول كتاب الزكاة عند قول الكنز وملك نصاب حولي، ومثله في الشرنبلالية، وذكره في شرح الوهبانية بحثا؛ وفي الفصل العاشر من التتارخانية عن فتاوى الحجة: من ملك أموالا غير طيبة أو غصب أموالا وخلطها ملكها بالخلط ويصير ضامنا، وإن لم يكن له سواها

Scanned by CamScanner

نصاب فلا زكاة عليه فيها وإن بلغت نصابا؛ لأنه مديون ومال المديون لا ينعقد سببا لوجوب الزكاة عندنا. اهـ.

فأفاد بقوله وإن لم يكن له سواها نصاب إلخ أن وجوب الزكاة مقيد بما إذا كان له نصاب سواها، وبه يندفع ما استشكله في البحر من أنه وإن ملكه بالخلط فهو مشغول بالدين فينبغي أن لا تجب الزكاة. اهـ.

لكن لا يخفى أن الزكاة حينئذ إنما تجب فيما زاد عليها لا فيها.

لا يقال: يمكن أن يكون له مال سواها مما لا زكاة فيه كدور السكنى وثياب البذلة مما يبلغ مقدار ما عليه أو يزيد فتجب الزكاة فيها من غير أن يكون له نصاب آخر سواها؛ لأنا نقول: إنه لما خلطها ملكها وصار مثلها دينا في ذمته لا عينها، وقدمنا أن الدين يصرف أولا إلى مال الزكاة دون غيره، حتى لو تزوج على خادم بغير عينه وله مائتا درهم وخادم صرف دين المهر إلى المائتين دون الخادم: أي فلو حال الحول على المائتين لا زكاة عليه لاشتغالها بالدين مع وجود ما يفي به من جنسه وهو الخادم، وهنا كذلك ما لم يملك نصابا زائدا نعم تظهر الثمرة فيما إذا أبرأه المغصوب منهم كما نقله في البحر عن المبتغي بالغين المعجمة وقال وهو قيد حسن يجب حفظه. اهـ.

أو إذا صالح غرماءه على عقار مثلا فيبقى ما غصبه سالما عن الدين فتجب زكاته.

وقد يجاب عن الإشكال كما أفاده شيخنا بأن المراد ما إذا لم يعلم أصحاب المال المغصوب؛ لأن الدين إنما يمنع وجوب الزكاة إذا كان له مطالب من جهة العباد وبجهل أصحابه لا يبقى له مطالب فلا يمنع وجوبها قلت: لكن قدمنا عن القنية والبزازية أن ما وجب التصدق بكله لا يفيد التصدق ببعضه؛ لأن المغصوب إن علمت أصحابه أو ورثتهم وجب رده عليهم وإلا وجب التصدق به.

وأيضا فقد مر أن الأمراء بما عليهم من التبعات، ولا شك أن غالب غرمائهم مجهولون، وتقدم أيضا أن الموصى به للفقراء لو دفعه إلى السلطان الجائر سقط، فجواز أخذه الزكاة لفقره ينافي وجوبها عليه وإن جاز أخذه لها مع وجوبها عليه لعلة أخرى كعدم وصوله إلى ما له كابن السبيل ومن له دين مؤجل تأمل.

مطلب في التصدق من المال الحرام (قوله: وفي شرح الوهبانية إلخ) فيه دفع لما عسى يورد على قول المتن فتجب الزكاة فيه من أنه مال خبيث فكيف يزكى

Scanned by CamScanner

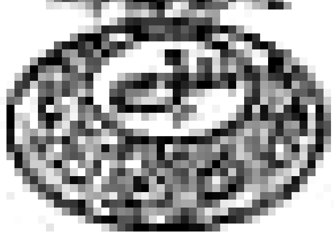

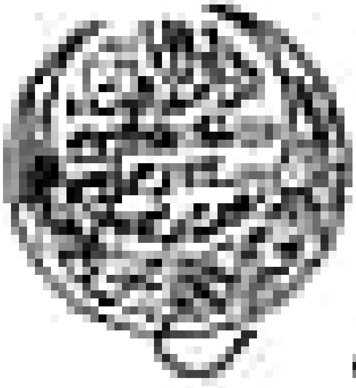

Scanned by CamScanner